سے کچھ نہیں چاہئیے۔ یہ بھی کہو کہ وہ امن و سکون کی زندگی گزارے"۔

اس دوست نے گوالیار لوٹ کر وہ روپیہ ہاٹے کو دیا اور وہ سب کچھ بھی سنایا جو شرڈی میں واقع ہوا تھا۔ اس بار ہاٹے کو یہ سوچ کر بڑی خوشی محسوس ہوئی کہ بابا ہمیشہ اچھے خیالات کی حوصلہ افزائی کرتے تھے اور وہ جو چیز بھی شدت سے چاہتا بابا اسے فوراً پورا کر دیتے تھے۔

وامن نارویکر

اب آیئے قارئین کو ایک مختلف کہانی سنائیں۔ نارویکر نام کا ایک شخص بابا سے بہت پیار کرتا تھا۔ وہ ایک دفعہ ایک روپیہ لایا جس کے ایک طرف رام لکشمن اور سیتا کی تصویریں کھدی ہوئی تھیں اور دوسری طرف ہاتھ باندھے ماروتی کی تصویر تھی۔ اس نے وہ روپیہ اس امید کے ساتھ بابا کو پیش کیا کہ وہ اسے چھو کر پاک کرنے کے بعد اسے اودی کے ساتھ واپس کریں گے۔ لیکن بابا نے اسے فوراً جیب میں ڈال لیا۔ تب شاما نے بابا سے وامن راؤ کے مقصد کے بارے میں بتایا اور اسے لوٹانے کی درخواست کی۔ بابا نے اس پر وامن راؤ کی موجودگی میں اس طرح خطاب کیا: "یہ اسے کیوں لوٹایا جائے؟۔ یہ ہمیں اپنے پاس رکھنا چاہئیے۔ اس کے لیے اگر وہ 25 روپے دے تو اسے لوٹایا جا سکتا ہے"۔ چناں چہ اس روپے کے لیے وامن راؤ نے 25 روپے جمع کیے اور انھیں بابا کے سامنے رکھا۔ اس پر بابا نے کہا: "اس روپے کی قیمت 25 سے کہیں زیادہ ہے۔ شاما یہ روپیہ لے لو، اسے ہمارے اسٹور میں ہونا چاہئیے۔ اسے اپنے مندر میں رکھ کر اس کی پوجا کرو" کسی میں حوصلہ نہیں تھا کہ وہ بابا سے پوچھتا کہ انھوں نے ایسا کیوں کیا۔ صرف وہی جانتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک اور سب کے لیے کیا بہتر ہے۔

رکھ کر بابا کی خدمت میں شردھااور دکشنا کے طور پر پیش کرنے ہی والا تھا کہ وہ بیدار ہو گیا۔ اب اس کو معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ ایک خواب تھا۔ تب اس نے اس سب چیزوں کو شرڈی بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ جب وہ کچھ دن بعد گوالیار آیا تو اس نے اپنے ایک دوست کے نام بارہ روپے کا منی آرڈر ان ہدایات کے ساتھ روانہ کیا کہ دو روپے کی ولپپڑی، سیم خرید کر دس روپے کی دکشنا کے ساتھ بابا کی خدمت میں پیش کر دی جائیں۔ متذکرہ دوست نے شرڈی جاکر مطلوبہ اشیا خریدیں لیکن ولپپڑی نہ مل سکیں۔ تھوڑی دیر کے بعد عورت سر پر ایک ٹوکرا اٹھائے وارد ہوئی جس میں ولپپڑی کی سبزی رکھی ہوئی تھی۔ ان کو خریدا گیا اور اس کے بعد کپتان ہاٹے کی طرف سے بابا کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ مسٹر نمونکر نے دوسرے دن نوید تیار کر کے بابا کو پیش کیا۔ سب لوگ یہ دیکھ کر حیران تھے کہ بابا نے صرف ولپپڑی کو کھایا جب کہ چاول اور دوسری اشیا کو چھوا تک نہیں۔ ہاٹے کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس کو یہ سب اپنے دوست سے معلوم ہوا۔

مقدس روپیا

ایک دوسرے موقع پر کپتان ہاٹے کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اس کے گھر میں ایک ایسا روپیہ ہو جس کو بابا نے چھو کر مقدس بنادیا ہو۔ اس کی ایک ایسے دوست سے ملاقات ہوئی جو شرڈی جارہا تھا۔ ہاٹے نے اپنا روپیہ اس کے ہاتھ روانہ کیا۔ وہ دوست شرڈی گیا جہاں معمول کے مطابق سلام کرنے کے بعد پہلے اس نے اپنی دکشنا پیش کی جس کو بابا نے جیب میں ڈال لیا۔ اس کے بعد اس نے ہاٹے کا روپیہ دیا جس کو بابا نے ہاتھ میں لے کر اس کو گھورنا شروع کیا۔ انھوں نے اسے اپنے سامنے رکھا۔ انگوٹھے سے اوپر اچھالا اور اس سے کھیلنے لگے۔ پھر انھوں نے اس دوست سے کہا۔

"یہ اس کے مالک کو اودی کے پرشاد کے ساتھ لوٹا دو اور اس سے کہو کہ مجھے اس

اس لڑکے کا باپ رگھناتھ راؤ بمبئی کی کسی غیر ملکی تجارتی کمپنی سے منسلک تھا۔ جیسے جیسے اس کی عمر بڑھتی گئی وہ کام کرنے کے قابل نہ رہا۔اس لیے اس نے چھٹی لے کر آرام کرنا چاہا۔ چھٹی کے دوران جب اس کی حالت نہ سدھری تو چھٹی بڑھانا یاسبک دوش ہونا ضروری ہو گیا۔اس فرم کی چیف مینجر نے اسے پینشن پر ریٹائر کرنے کا فیصلہ کیا، کیوں کہ وہ ان کا پرانا قابل اعتماد ملازم تھا۔اس کو کتنی رقم پینشن کے طور پر دی جائے یہ معاملہ زیر غور تھا۔اس کی تنخواہ 150روپے تھی اور پنشن جو75روپے بنتی تھی اس کے گھر کا خرچ چلانے کے لیے کافی نہ تھی۔ اس لیے وہ بہت پریشان تھے۔ آخری تصفیے سے پندرہ روز قبل بابا نے مسز تندولکر کے خواب میں نمودار ہو کر کہا تمہاری گہری خواہش ہے کہ پنشن سو روپے مقرر کی جائے۔ کیا یہ رقم تمہارے لیے کافی ہو گی"؟اس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بابا آپ یہ کیوں مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔ ہمیں آپ پر بھروسا ہے"۔بابا نے اگرچہ ایک سو روپے کہا تھا لیکن اسے دس روپے مزید دیئے گئے یعنی اس کی پنشن ایک سو دس روپے خصوصی رعایت کے طور پر مقرر کی گئی۔ بابا اپنے بھگتوں کے لیے اس طرح کی محبت کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔

کیپٹن ہاٹے

کیپٹن ہاٹے بیکانیر میں مقیم تھا وہ سائی بابا کا زبردست بھگت تھا۔ایک بار بابا اس کے خواب میں نمودار ہو کر اس سے یوں مخاطب ہوئے:۔

"کیا تم مجھے بھلا بیٹھے ہو؟"ہاٹے نے فوراً ان کے قدموں پر گر کر یوں جواب دیا" اگر بچہ اپنی ماں کو فراموش کر دے تو وہ کیسے بچ سکتا ہے"اس کے بعد اس نے باغ میں جا کر کچھ تازہ سبزیاں چنیں اور انھیں گھی، گندم کے آٹے اور دال کے ساتھ ترتیب سے

رہا تھا۔ اس نے اس سلسلے میں کچھ نجومیوں یا جیوتشیوں سے بھی مشورہ کیا۔ اس کے زائچے کا جائزہ لے کر انھوں نے اسے بتایا کہ اس سال اس کے ستارے اس کے حق میں نہیں تھے اس لیے وہ اگلے سال اس امتحان میں بیٹھے جب اسے کامیابی حاصل ہو جائے گی۔ اس بات نے اس پر مایوسی طاری کر دی اور وہ پریشان ہو گیا۔ کچھ دنوں بعد اس کی ماں شرڈی جا کر بابا سے ملی۔ دوسری چیزوں کے علاوہ اس نے اپنے بیٹے کی اس مایوسی کا بھی ذکر کیا جس نے اسے نہایت غمگین بنا دیا تھا اور جو کچھ دنوں بعد امتحان میں شریک ہونے والا تھا۔ یہ سن کر بابا نے کہا "جاؤ جا کر اپنے بیٹے سے کہو کہ وہ مجھے میں یقین رکھے اور زائچے اور نجومیوں اور جیوتشیوں کی پیشن گوئیوں کو بھول کر اپنی پڑھائی جاری رکھے۔ اسے پورے اطمینان کے ساتھ امتحان میں بیٹھنے دو۔ وہ اس سال یقیناً کامیاب ہو گا۔ اس سے کہو کہ مجھ میں یقین رکھے اور مایوس نہ ہو" ماں نے واپس لوٹ کر بیٹے کو بابا کا پیغام سنایا۔ تب اس نے خوب محنت کر کے امتحان دیا۔ تحریری امتحان کے پرچے اس نے بہت اچھے کیے لیکن شکوک و شبہات کے زیر اثر اس نے سوچا کہ وہ پاس ہونے کے لیے ضروری نمبر نہ حاصل کر سکے گا۔ اس لیے اس نے زبانی امتحان میں بیٹھنے کی پرواہ نہ کی۔ لیکن اس کا ممتحن اس کے پیچھے لگا ہوا تھا اس نے اس کے ایک ہم جماعتی کے ذریعے یہ پیغام اس کو بھیجا کہ وہ تحریری امتحان میں پاس ہو گیا ہے اس لیے اسے زبانی امتحان میں ضرور بیٹھنا چاہیے۔ اس طرح کی حوصلہ افزائی کی وجہ سے بیٹا زبانی امتحان میں بیٹھا اور دونوں میں کامیاب ہو گیا۔ چناں چہ بابا کی مدد سے وہ اس سال امتحان میں کامیاب ہو گیا حالاں کہ سارے اس کے مخالف تھے۔ یہاں اس بات کو نوٹ کیا جانا چاہیے کہ شکوک اور مشکلیں ہمیں اس لیے گھیرتی ہیں کہ ہمیں تحریک دیں اور ہمارے اعتقاد کو مضبوط بنائیں۔ یہ ہماری آزمائش ہوتی ہے اگر ہم بابا کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھیں اور کوشش کرتے رہیں تو ہماری کوششیں بالآخر کامیابی سے ہم کنار ہوں گی۔

شک کرنے والی عادتیں غائب ہو گئیں اور بابا کے قدموں کے تئیں اس کی سچی لگن اور محبت اس کے من میں پیدا ہو گئی۔ وہ تو محض ایک خواب تھا لیکن اس کے دوران جو سوال وجواب ہوئے تھے وہ بہت اہم اور دلچسپ تھے۔ دوسری صبح جب سب لوگ مسجد میں آرتی کے لیے جمع ہوئے تو بابا نے اسے دو روپے کے برابر مٹھائی دی اور دو روپے نقد اپنی جیب سے دیئے اور آشیر واد بھی دیا۔ انھوں نے اسے کچھ اور دن وہاں روکا اور یہ کہتے ہوئے دعائیں دیں: "اللہ تمھیں بہت کچھ دے گا اور تمہارے ساتھ سب کچھ اچھا کرے گا"۔

اسے وہاں اور پیسے تو نہ ملے لیکن اسے اس سے کہیں بہتر چیزیں حاصل ہوئیں۔ جیسے کہ بابا کی نیک دعائیں جو زندگی بھر اس کے کام آئیں۔ اس پارٹی کو بعد میں بہت سا روپیہ حاصل ہوا اور ان کی یہ یاترا بھی کامیاب ہوئی۔ سفر کے دوران انھیں کوئی مشکل پیش نہ آئی۔ وہ بالکل صحیح وسلامت گھر لوٹے۔ بابا کے آشیر واد کے الفاظ اور دعاؤں کے بارے میں سوچتے ہوئے انھیں بہت آنند حاصل ہوا اور اس آنند کو پار کرتے ہوئے جو انھیں بابا کی مہربانی سے حاصل ہوا۔ وہ بابا کے آشیر واد کے ساتھ بالکل صحیح و سلامت گھر لوٹے۔

تندولکر کے اہل وعیال

باندرہ کے مقام پر، جو بمبئی مضافات میں واقع ہے، ایک تندولکر خاندان آباد تھا۔ اس خاندان کے سبھی افراد بابا کے پورن بھگت تھے۔ شریمتی ساوتری بائی تندولکر نے مراٹھی زبان میں ایک کتاب شائع کی ہے جس کا عنوان "شری سائی ناتھ بھجن مالا" ہے جس میں آٹھ سو کے قریب ابھنگ اور پد ہیں جن میں بابا کی لیلائیں بیان کی گئی ہیں۔ جو لوگ بابا میں دلچسپی رکھتے ہیں ان کے لیے یہ ایک نہایت ہی پڑھنے کے لائق کتاب ہے۔ ان کا بیٹا بابو تندولکر دن رات محنت کر کے ڈاکٹری کے امتحان کی تیاری کر

نمسکار میں کوئی فرق ہے اُس نے کہا۔ میرے پہلے نمسکار آپ سے پیسا حاصل کرنے کے لیے ہوتے تھے۔ لیکن یہ نمسکار میں نے آپ کو بھگوان سمجھ کر کیا ہے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ آپ ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہم ہندوؤں کو برباد کر رہے ہو"۔ بابا نے پھر پوچھا۔

"کیا تم دل میں مسلمانوں کے خدا پر یقین نہیں رکھتے"۔ اس نے کہا "نہیں" تب بابا نے کہا:۔ "کیا تم نے اپنے گھر میں پنجہ (ہاتھ کا نشان) نہیں رکھا ہے؟ اور کیا تم محرم کے دوران اس کی پوجا نہیں کرتے ہو؟ تمہارے گھر میں ایک اور دیوی کاڈبی بی کے نام سے بھی ہے۔ شادی بیاہ اور دوسرے تہواروں کے موقع پر اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے تم اسے ہر طرح سے خوش کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ کیا ایسا نہیں ہے؟"

اس نے ان سب باتوں کا اقرار کیا۔ پھر بابا نے کہا

"تم اور کیا چاہتے ہو؟ تب اس کے دل میں اپنے گورو رام داس جی کے درشن کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ بابا نے اسے مڑ کر دیکھنے کے لیے کہا چناں چہ جب اس نے مڑ کر دیکھا تو گورو رام داس جی اس کے سامنے موجود تھے۔ جیسے ہی اس نے ان کے قدموں کو چھونے کی کوشش کی وہ غائب ہو گئے۔ تب اس نے سوال کرتے ہوئے بابا سے کہا۔

"آپ بوڑھے لگتے ہیں کیا آپ کو اپنی عمر معلوم ہے؟"

بابا نے کہا "کیا، تم مجھے بوڑھا کہتے ہو؟ میرے ساتھ دوڑ لگا کر دیکھو تب تم کو معلوم ہوگا"۔ یہ کہتے ہوئے بابا نے دوڑنا شروع کیا۔ وہ بھی پیچھے پیچھے دوڑا۔ بابا اپنے قدموں سے اٹھنے والی گرد میں غائب ہو گئے تب وہ بیدار ہو گیا۔

بیدار ہونے کے بعد وہ بڑی سنجیدگی سے خواب کے بارے میں سوچنے لگا۔ اس کا ذہنی رویہ بالکل بدل گیا اور اسے بابا کی عظمت کا احساس ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی لالچی اور

خاموش کھڑے دیکھا۔ بابا کو اتنے قریب دیکھ کر اس نے بڑی درد بھری آواز میں یوں کہنا شروع کیا: "آپ کی شہرت کے بارے میں سن کر میں آپ کے قدموں میں حاضر ہوا۔ پھر آپ کے موجود ہوتے ہوئے مجھ پر یہ مصیبت کیوں نازل ہوئی ہے۔" بابا نے جواب میں کہا "تمہیں اپنے اعمال کی سزا ضرور ملنی چاہیے"۔

"میں نے اس زندگی میں ایسا کوئی گناہ نہیں کیا ہے جس کی پاداش میں مجھ پر اس طرح کی بدنصیبی نازل ہو" بابا نے پھر کہا "اگر اس زندگی میں نہیں تو پچھلی زندگی میں ضرور تم نے کوئی ایسا گناہ کیا ہوگا جس کی سزا مل رہی ہے"۔

اس نے جواب میں کہا۔ "میں اپنی پچھلی زندگی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا لیکن اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ میں نے کچھ ایسا پچھلی زندگی کے دوران کیا ہے تو وہ آپ کی موجودگی میں راکھ ہو کر ختم کیوں نہیں ہو جاتا جس طرح آگ کے سامنے سوکھے گھاس کا انجام ہوتا ہے۔ بابا نے اس سے دریافت کرتے ہوئے کہا کہ "کیا تجھ پر پورا اعتقاد رکھتے ہو؟" اس نے ہاں میں جواب دیا۔ تب بابا نے اسے آنکھیں بند کرنے کے لیے کہا۔ اس نے ابھی آنکھیں بند کی ہی تھیں کہ اسے کسی بھاری چیز کے زمین پر گرنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ وہ آزاد ہے اور پولیس والے نیچے گرے ہوئے زخمی پڑے ہیں اور خون بہہ رہا ہے۔ اس نے خوفزدہ ہوتے ہوئے بابا کی طرف دیکھا جو اس سے یوں مخاطب ہوئے:-

"تم تو اب برے پھنسے، ابھی ان کے آفیسر آکر تمہیں گرفتار کرلیں گے"۔ تب اس نے بابا سے استدعا کی کہ آپ کے سوائے میرا کوئی بچانے والا نہیں ہے۔ اس لیے اب مجھے بچایئے"۔ اب بابا نے اسے پھر آنکھیں بند کرنے کے لیے کہا۔ اس نے ویسا ہی کیا۔ جب آنکھیں کھولیں تو خود کو اس نے پنجرے کے باہر آزاد پایا اور بابا اس کے ساتھ کھڑے تھے۔ وہ بابا کے قدموں پر گر پڑا۔ تب بابا نے پوچھا "تمہارے اس اور پہلے کے

فطرت کی مالک تھی۔ وہ بابا کی بہت عزت اور ان سے بے انتہا محبت کرتی تھی۔ ایک بار ایسا ہوا کہ جب دوپہر کی آرتی ہو رہی تھی بابا اس کے عقیدے اور یکسوئی سے بہت خوش ہوئے اور انھوں نے اسے اپنے محبوب دیوتا کے ذہنی درشن کرائے یوں کہ اسے سائی بابا سیتاناتھ یعنی رام کے روپ میں دکھائی دیئے جب کہ دوسروں کو وہ معمول کے روپ میں دکھائی دیئے۔ اپنے محبوب دیوتا کو دیکھ کر اس کا دل بھر آیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور اس نے خوشی سے تالی بجانا شروع کیا۔ لوگ اس کی خوشی کو دیکھ کر حیران ہوئے پر وہ اس کی وجہ کے بارے میں کوئی اندازہ نہ لگا سکے۔ دیر گئے دوپہر کو اس نے اس بارے میں اپنے میاں کو بتایا۔ اس نے انھیں بتایا کہ کس طرح اس نے بابا میں بھگوان رام کی جھلک دیکھی۔ اس نے سوچا کہ چوں کہ وہ ایک بہت ہی سادا عورت ہے جس نے خود کو رام کے لیے وقف کر دیا ہے۔ اس لیے بھگوان رام کو دیکھنے کے بارے میں وہ جو کچھ کہہ رہی ہے وہ محض اس کا وہم ہو۔ اس نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ایک تو بھگوان رام کو دیکھے جب کہ دوسرے سب صرف سائی بابا کو دیکھیں۔ اس نے ان کی باتوں کا برا نہیں مانا کیوں کہ وہ خود کو خوش نصیب سمجھتی تھی کہ جسے گاہے بگاہے بھگوان رام کے درشن ہو جاتے تھے۔ خصوصاً جب اس کا من شانت اور مطمئن اور لالچ سے پاک ہوتا۔

حیران کن / عجیب وغریب خواب

وقت اس طرح گزر رہا تھا کہ خاوند نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ وہ ایک بڑے شہر میں ہے اور وہاں کی پولیس نے اسے گرفتار کر کے اس کے ہاتھ ایک رسے سے باندھ کر اسے ایک پنجرے میں یعنی قید خانے میں ڈال دیا ہے۔ جیسے ہی پولیس اس پر اپنی گرفت تنگ کرنے لگی۔ اس نے سائی بابا کو اپنے پنجرے کے باہر قریب ہی

بائیسواں باب

[(۱) مدراسی بھجنی میلا(گروپ/منڈلی) (۲) تندولکر (باپ اور بیٹا) (۳) ڈاکٹر کپتن ہاٹے (٤) وامن نروے کر]

مدراسی بھجنی میلہ

سن 1916ء کی بات ہے ایک مدراسی بھجنی میلہ (رام داسی مسلک کو ماننے والی ایک پارٹی) بنارس کے مقدس شہر کی زیارت کے لیے روانہ ہوا۔ یہ پارٹی ایک میاں بیوی، ان کی بیٹی اور سالی پر مشتمل تھی۔ بدقسمتی سے ان کے ناموں کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ سفر کے دوران انھیں راستے میں معلوم ہوا کہ ضلع احمد نگر کے کوپر گاؤں تعلقہ کے ایک موضع شرڈی میں ایک عظیم سنت یا فقیر جن کا نام سائی بابا ہے اور جو بہت ہی خاموش طبیعت کے مالک ہیں رہتے ہیں۔ انھیں یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ بہت ہی فراخ دل یا سخی ہیں جو اپنے اور بھگتوں اور ان لوگوں میں روپیہ تقسیم کرتے ہیں جو کوئی نہ کوئی ہنر جانتے ہیں اور اس کا مظاہرہ ان کے سامنے کرتے ہیں۔ ہر روز سائی بابا دکشنا کی شکل میں بہت سارو پیہ جمع کرتے ہیں جس میں سے وہ ایک روپیہ ہر روز ایک تین سالہ بچی امنی کو دیتے ہیں جو ایک بھگت کونداجی کی بیٹی ہے اور دو سے پانچ روپے کسی اور کو چھے روپے امنی کی ماں جملی کو اور دس سے بیس یہاں تک کہ پچاس تک جیسا کہ ان کا جی چاہتا، وہ دوسرے بھگتوں کو دیتے ہیں۔ یہ سن کر وہ پارٹی شرڈی آئی اور وہاں قیام کیا۔ یہ میلہ بڑے اچھے بھجن گاتا تھا لیکن دِل سے وہ پیسہ حاصل کرنے کے خواہاں تھے۔ ان میں سے تین تو بہت ہی لالچی تھے لیکن جو اس میلے کی مالک خاتون تھی وہ بالکل مختلف